جلد ۲۲ — شمارہ ۸

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ظہور 1360 ہش

اگست 1981ء

ایڈیٹر — غلام باری سیف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

رمضان ۱۴۰۱ھ

ظہور ۱۳۶۰ہش

اگست ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت

مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

فہرست مضامین

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

کتابت: رضوان الکتابت ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شمارہ ۸	ماہنامہ انصاراللہ ۔ ربوہ	جلد ۲۱

ظہور ۱۳۶۰ ہش

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

رمضان کا مہینہ بیت گیا ۔ اور ہلال عید طلوع ہوگیا۔ ہم ہر نئے چاند کے طلوع ہونے پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے تحت دُعا کرتے ہیں ھلالُ خیرٍ و رشدٍ اللہ یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا چاند ہو۔ اَللّٰھمّ اھلّہ علینا بالامن والسلامۃ ۔ خداوندیہ امن اور سلامتی کا پیغام ہو ۔ اور عید کا چاند تو بالخصوص مسرت اور خوشیوں کا سندیسہ لے کر آتا ہے ۔ بچے ، بوڑھے ، مرد و زن سب افق پر اسے تلاش کرتے ہیں ۔ اس کے طلوع ہونے پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں ۔ بچوں کو تو یہ خوشی ہوتی ہے کہ نئے کپڑے پہنیں گے ۔ بڑوں سے عیدی ملے گی ۔ بچیاں ہاتھوں پر مہندی لگاتی ہیں ۔ باہنوں میں چوڑیاں پہنتی ہیں ۔ رنگدار دوپٹے اوڑھتی ہیں ۔ پڑوسیوں کو تحفے میں سویاں بھجواتے ہیں ۔ بچوں کو تو خوشی ہوتی ہے ۔ لیکن بسا اوقات یہ خوشی کے لمحات کئی صاحب احساس کے دل کو غم میں مبتلا کر دیتی ہے کہ اس خوشی کے موقعہ پر انہیں اپنے عزیز و اقارب یاد آتے ہیں جن سے اُن کی خوشی وابستہ تھی ۔

جن کو اس ماہ ریاضت ، عبادت کی توفیق نصیب ہوئی ۔ وہ مطابق حدیث خوش ہے " للصائم فرحتان فرحۃٌ عند الافطار وفرحۃٌ عند لقاء ربّہ ۔ کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہونگیں ۔ ایک افطار کے وقت ۔ دوسری اپنے رب کے لقاء کے وقت ۔ وہ مسرور ہے کہ اُسے خدا کے حکم کی تعمیل کی توفیق نصیب ہوئی ۔ اس کی محنت ٹھکانے لگی ۔ اس کی کوشش بار آور ہوئی ۔ اللہ کی رحمت کے دریچے اُس کے لئے کُھلے ۔ اور یہی ایک مومن کی حقیقی عید ہے ۔ اور اس سے بڑھ کر عید کیا ہوسکتی ہے کہ ایک صاحب ایمان کو خدا کے حکم پر عمل کی توفیق ملے ۔ اس کے خدا کی

منشاء کی تکمیل ہو۔

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے عہد کے خطبات کتابی صورت میں شائع ہوچکے ہیں آپ اپنے خطبہ عید فرمودہ ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء میں فرماتے ہیں:-

" ہر وہ شخص جو مسلمان ہوتا ہے۔ ہماری خوشی کو بڑھاتا ہے۔ یہ شریعت کے احکام پر جمع ہونے کی عید ہے۔ اور جب سب لوگ عملی لوگ ہیں۔ ایک دین پر جمع ہوجائیں گے تو اس کے نتیجہ میں جو عید ہوگی۔ وہ بہت ہی بڑی عید ہوگی .... پھر جب تم یہ دیکھو گے کہ جس کلمہ جس دین اور جس آواز پر تم لوگوں کو بلاتے ہو اس آواز پر بے شمار لوگ بلانے والے ہوں گے اور ہر شہر اور ہر بستی سے اشھد ان لا الٰہ اِلّا اللّٰہ و اشھد انّ محمداً عبدہٗ ورسولہٗ کی آواز آتی ہوگی۔ تمام دنیا میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دی جائیں گی۔ بلکہ آپؐ پر درود بھیجا جائے گا۔ خدا کو بُرا بھلا کہنے والے نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس کی محبّت میں چُور اور اس کے تعلق سے مسرور نظر آئیں گے۔ .... وہ دن تمہارے لئے حقیقی خوشی کا باعث ہوگا۔ (خطبات محمود صـ۱۹ تا صـ۲۱)

پس ہماری عید وہ ہے جس دن دُنیا خدا کی توحید کا اعلان کرتی ہوئی اس کے پیغمبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آجائے گی۔ وہ دن حقیقی عید کا دن ہوگا جب اللہ کا یہ وعدہ پورا ہوگا لیظھرہ علی الدّین کلّہ کہ اسلام جب ادیان پر غالب ہوگا جب یہ نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے و اشرقت الارض بنور ربھا۔

اے اللہ ہمیں اس حقیقی عید کا نظّارہ دکھادے کہ تیری قدرت سے یہ بعید نہیں اللّٰھمّ انت علیٰ کُلّ شَیْءٍ قدیر۔

سالانہ اجتماع کے مقالہ جات

ہمارے سالانہ اجتماع کا ماحول اتنا روح پرور ہوتا ہے کہ اس کی کیف کو دل محسوس کرتا ہے زبان کماحقہٗ بیان نہیں کرسکتی۔ ہر لمحہ ایمان پرور ہوتا ہے۔ ہر تقریر، ہر درس جو اس اجتماع میں ہوتا ہے۔ ایمان کو زندہ اور عرفان کو بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ اس شمارہ میں ہم اس اجتماع کے چند مقالہ جات شائع کررہے ہیں اور انشاء اللہ باقی مقالہ جات بھی اجتماع سے پہلے "انصاراللہ" کے ذریعہ آپ تک پہنچادیں گے وماتوفیقی الا باللہ۔ ارادہ تو یہ ہے کہ اجتماع سے پہلے ایک شمارہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچادیں۔ جس میں اجتماع کے موقعہ پر پیش کردہ مقالہ جات یکجائی طور پر جمع ہوں۔

انشاء اللہ العزیز ۔

تنظیم اور اس کی اہمیّت

احادیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اگر ابواب الفتن کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امت کے تنزّل کی ایک بڑی علامت صادق و مصدوق نے یہ بیان فرمائی کہ اس وقت مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔ اُن کی وہ علامت کہ وہ بنیانٌ مرصوص ہوں گے۔ وہ ایک جسم کی مانند ہوں گے کہ ہر عضو کی تکلیف جسم محسوس کرے گا یہ کیفیت باقی نہ رہے گی۔ وہ ایک بھیڑ تو ہوں گے۔ انبوہ اور گروہ کی صورت ہوں گے۔ لیکن شیراز بندی نہ ہوگی۔ اُن کی مرکزّیت مجروح ہو چکی ہوگی۔ ان کی تنظیم کمزور پڑ جائے گی۔ وہ موتیوں کی مانند ہوں گے۔ لیکن مالا کی صورت نہ ہوگی۔ تسبیح کا دھاگا ٹوٹ چکا ہوگا۔ حالانکہ انہیں ارکانِ دین نماز نے ہی صف بندی اور یکجہتی کا درس دیا تھا۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا۔

من خرج من الجماعۃ شبرًا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ

جو جماعت یعنی تنظیم سے ایک بالشت اِدھر اُدھر ہوتا ہے۔ اس نے گویا اسلام کا جوُا اپنی گردن سے اُتار پھینکا۔ اس ارشاد رسول میں تنظیم سے نکلنے کو ترک عقائد سے تعبیر کیا گیا۔

بہت برکتیں وابستہ ہوتی ہیں جماعت اور تنظیم سے اور زندگی فنا کر لیتا ہے وہ قطرہ جو دریا سے الگ ہوجاتا ہے۔ اُسے ریت جذب کر لیتی ہے۔ اُس کی نمی ختم ہوجاتی ہے۔ سوکھ جاتا ہے۔ اور مُرجھا جاتا ہے وہ پتہ جو درخت سے الگ ہوجاتا ہے۔

پس انصار بزرگو! نئی نسل کو یہ سبق ذہن نشین کرائیں کہ وہ عروۃ وثقیٰ کو تھامے رکھیں۔ اپنی قوّتوں کو یکجا رکھیں اور جماعتی تنظیم کی قدر پہچانیں۔ تالیف قلب ایک اعجاز ہے۔ جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے سے ہمیں عطا ہوُا۔ اس کی قدر کیجئے اور خدا کی رحمت کی قدر دانی کیجئے۔ اس کی نعمت کی قدر دانی کیجئے۔ اس کا ثمر آپ خدائے شکور سے پائیں گے قال اللہ تعالیٰ

واماّ بنعمۃ ربّک فحدّث

مناجات باری تعالیٰ

يُدرٰى بذِكرِكَ فِي التّرَابِ نِدائِي

میری قبر سے بھی تیری یاد کی ندا آئے گی

يَا مَنْ اَحَاطَ الْخَلْقَ بِالْآلاءِ　　نُثْنِي عَلَيْكَ وَلَيْسَ حَولَ ثَنَاءِ

اے وہ ذات کہ نعمتوں سے مخلوق کو احاطہ کئے ہوئے ہے　　ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ پر تعریف کی طاقت ہم میں نہیں

اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَعُطُوفَةٍ　　يَا مَلْجَئِي يَا كَاشِفَ الْغَمَّاءِ

میری طرف نظرِ رحمت اور شفقت فرمایئے　　اے میری پناہ۔ ارے ظلمتوں کے دُور کرنے والے

اَنْتَ الْمَلَاذُ وَاَنْتَ كَهْفُ نُفُوسِنَا　　فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْدَ فَنَاءِ

تو ہی جائے پناہ ہے اور تو ہی جانوں کی پناہ ہے　　اس دُنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی

اِنَّا رَئَيْنَا فِي الظَّلَامِ مُصِيْبَةً　　فَارْحَمْ وَاَنْزِلْنَا بِدَارِ ضِيَاءِ

ہم نے تاریکی کے زمانہ میں مصیبت دیکھی ہے　　پس رحم کر اور ہمیں نور کے گھر میں اتار دے

تَعْفُو عَنِ الذَّنْبِ الْعَظِيمِ بِتَوْبَةٍ　　تُنْجِي رِقَابَ النَّاسِ مِنْ اَعْبَاءِ

بڑے بڑے گناہوں کو تُو توبہ سے بخش دیتا ہے　　اور بوجھوں سے لوگوں کی گردنوں کو نجات دیتا ہے

اَنْتَ الْمُرَادُ وَاَنْتَ مَطْلَبُ مُهْجَتِي　　وعليكَ كُلُّ تَوَكُّلِي ورجائِي

تو ہی میری مراد ہے اور تو ہی میرے دل کا مقصود ہے　　اور تجھ پر ہی میرا سارا توکّل اور امّید ہے

اعطَيْتَنِي كَأْسَ المحبّة ريقها　　فَشَرِبْتُ روحاءً على روحاءِ

تونے محبّت کے پیالہ میں صاف شراب مجھ کو پلائی ہے　　اور مَیں نے زندگی بخش گھونٹ کے گھونٹ پیے ہیں

اِنِّي اَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ محبّتي　　يُدْرٰى بِذِكْرِكَ فِي التراب ندائي

مَیں تو مر جاؤں گا مگر میری محبّت نہ مرے گی　　اور میری قبر سے بھی تیری یاد کی ندا پائی جائے گی

(منن الرحمٰن)

در مدح قرآن کریم

الغرض فرقان مدارِ دینِ ما است

الغرض ہمارے دین کی بنیاد قرآن ہے

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
اس نورانی کتاب سے ایک قدم بھی دُور رہنا
نزد ما کفر است وخسران و تباب
ہمارے نزدیک کفر گھاٹا اور ہلاکت ہے

لیک دوناں را بمغزش راہ نیست
لیکن ذلیل لوگوں کو قرآن کی حقیقت کی خبر نہیں
ہر دلے از سرّ آں آگاہ نیست
ہر ایک دل اس کے نکات سے واقف نہیں ہے

تا نباشد طالبے پاک اندرون
جب تک طالبِ حق پاک باطن نہیں ہوتا۔
تا نجوشد عشقِ یارِ بے چگوں
اور جب تک اس یارِ بے مثال کا عشق اس کے دل میں موجزن نہیں ہوتا

ایں نہ من قرآں ہمیں فرمودہ است
یہ میری بات نہیں بلکہ قرآن نے بھی فرمایا ہے
اندرو شرطِ تطہر بودہ است
کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے پاک ہونے کی شرط ہے

گر بقرآں ہر کسے را راہ بود
اگر ہر شخص قرآن کو سمجھ سکتا
پس چرا شرطِ تطہّر را فزود
تو اس نے تطہّر کی شرط کیوں زائد لگائی

نُور را داند کسے کو نُور شد
نُور کو وہی شخص سمجھتا ہے جو خود نور ہو گیا ہو۔
وز حجاب سرکشی ہا دُور شد
اور سرکشی کے حجابوں سے دُور ہو گیا ہو۔

الغرض فرقان مدارِ دینِ ما است
الغرض قرآن ہمارے دین کی بنیاد ہے
او انیسِ خاطرِ غمگین ما است
وہ ہمارے غمگین دل کو بہلانے والا دوست ہے

نور فرقاں مے کشد سوئے خدا
فرقان کا نُور خدا کی طرف کھینچتا ہے
بتواں دیدن از و روئے خدا
اس سے خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں

(سراج منیر)

درس الحدیث

ساری عمر کا روزہ

عَنْ ابی ایّوب قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وَسَلّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتبَعَهُ بِسِتٍّ من شوال فذلكَ صيام الدهر۔

(ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی صیام ستۃ ایّام من شوال)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ایّوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے رمضان روزہ سے گذارہ پھر اس کے بعد ماہ شوال میں چھ روزے رکھے۔ تو گویا وہ شخص ہمیشہ روزہ سے رہا۔

تشریح:۔ اس کی توجیہہ مفسّرین نے یہ کی کہ ہر نیکی کا بدلہ دس۱۰ گنا ہے۔ رمضان کے مہینہ کا اجر دس۱۰ گنا کیجئے تو دس۱۰ ماہ ہو گئے اور چھ دنوں کو دس۱۰ گنا کریں تو دو۲ ماہ بن جاتے ہیں۔ گویا سارا سال ہی روزہ دار روزہ سے رہا۔

بعض احادیث ہیں ہر ماہ میں تین روزوں کی ترغیب آئی ہے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے انہیں تین باتوں کی نصیحت فرمائی تھی۔ ایک یہ کہ وتر سونے سے پہلے پڑھ لوں۔ ہر ماہ تین روزے رکھوں اور چاشت کے نفل ادا کیا کروں۔ شوال کے چھ روزوں کے متعلّق مختلف اقوال امام ترمذی نے نقل کئے ہیں۔ ایک یہ کہ عید کے معًا بعد۔ دوسرے یہ کہ شوال میں کسی وقت بھی چھ۶ روزے رکھے جائیں۔ ایک یہ کہ آغاز شوال میں یہ روزے رکھے جائیں۔

اللہ تعالےٰ جن کو توفیق دیتا ہے وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد پر بھی عمل کرتے ہیں۔ کہ شارع علیہ السّلام نے اس کی ترغیب دی ہے۔ آپ کے ہر ارشاد پر عمل اہلِ ایمان کے لئے باعثِ ثواب ہے۔ اور موجبِ ازیادِ ایمان ہے۔

(ایڈیٹر)

دینی معلومات

(۱)۔ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف جب عہدِ عثمانی میں فوت ہوئے تو ان کا نقد ترکہ تین کروڑ روپیہ تھا۔ (عبدالرحمٰن بن عوف از بنو زہرہ)

(۲)۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمر نے چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ (ابن سعد)

(۳)۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں جو فرعون غرقابِ نیل ہوا اس کا نام منفتاح بن رعمسیس تھا۔ (جیوش انسائیکلوپیڈیا)

(۴)۔ حضرت عمرؓ بن خطاب پر حملہ کرنے والے کا نام ابولؤ فیروز تھا اور یہ مجوسی تھا۔ بعض روایات میں عیسائی آیا ہے۔ یہ مشہور صحابی مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا۔

(۵)۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر حضرت حسانؓ نے یہ شعر کہے تھے۔

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنتُ احاذر

(السیرۃ الحلبیہ جزء ثالث)

ترجمہ:۔ اے رسول آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔ آپ فوت ہوگئے تو میری آنکھ کی بصارت جاتی رہی۔ اب مجھے کسی کے مرنے کی پرواہ نہیں۔ مجھے تو آپ کی ہی موت کا اندیشہ تھا۔

(۶)۔ کاتب وحی جو مرتد ہوا اس کا نام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا (ابن ہشام جزء ثانی)

(۷)۔ عید الفطر پہلی بار مدینہ میں ۲ھ میں منائی گئی۔ اسی سال ماہِ رمضان کے روزے فرض ہوئے تھے۔

(تاریخ طبری جزء ۳ ص۱۲۸۱)

(۸)۔ پردہ کا حکم ۵ھ میں نازل ہوئی۔ حضرت زینب بنت جحش کی شادی کی تقریب پر (تاریخ طبری جلد ۷ ص۵۶۲)

(۹)۔ تیرہ سالہ تبلیغ کے نتیجہ میں مکّہ میں قریباً اسّی آدمی حضور صلے اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لائے۔

(سیرت ابن ہشام جزء اوّل و جزء ثانی)

(۱۰)۔ عباسی حکومت کا بانی عبداللہ السفاح تھا اور آخری اس کا تاجدار معتصم باللہ تھا۔ جس نے تاتاریوں کے ہاتھوں شکست کھائی۔ بنو عباس کا دور قریباً پانچ سو برس تک رہا۔

(۱۱)۔ حضرت حمزہ کو شہید کرنیوالے کا نام وحشی تھا جس نے پھر مسیلمہ کذّاب کو قتل کیا تھا۔ (ابن ہشام جزء ثانی)

(۱۲) حضرت سیّدہ سید بیگم صاحبہ زوجہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اسی سال کی عمر میں ۱۹۳۲ء میں وفات پائی۔

(۱۳)۔ یزید کے بیٹے معاویہ کو معاویہ صغیر کہتے ہیں۔ اُس کی قبر دمشق میں ہے۔ جس کے باہر عربی میں لکھا ہے "یہ معاویہ صغیر کی قبر ہے جو اہل بیت سے محبت کرتا تھا۔ اور یزید کی قبر کا نام و نشان تک اب مٹ چکا ہے۔

(۱۴)۔ عباس بن مرداس اور عثمان بن مظعون نے جاہلیّت میں بھی کبھی شراب نہ پی تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال)

(۱۵)۔ حضرت عمر بن خطاب جب عمّال کو باہر بھجواتے تو کچھ دُور تک اُن کے ساتھ جاتے پھر انہیں نصیحت فرماتے کہ سادہ زندگی اختیار کرنا۔ اور لوگوں کو تم تک رسائی میں آسانی ہو۔ (مشکوٰۃ باب العمل فی القضاء)

(۱۶)۔ عبداللہ بن ابی طلحہ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو گھٹی حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے دی۔

(مشکوٰۃ کتاب الصدقہ والذبائح و باب العقیقہ)

(۱۷)۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے زید بن حارثہ سے معانقہ کیا انہیں بوسہ دیا۔ اسی طرح حضرت ابوذر غفاری سے بھی معانقہ فرمایا۔ (مشکوٰۃ باب المصافحہ والمعانقہ)

(۱۸)۔ مکّہ میں حضرت خبابؓ کی بھٹی سے کوئلے نکال کر ان کو پشت کے بل لٹا دیتے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ اور یہ اس پر روتے تھے کہ میرے پاس جمع ہو گئے۔

(ترمذی جلد اوّل باب ما جاء فی النھی عن التمنّی لموت)

(۱۹)۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم اکثر یہ دُعا فرمایا کرتے تھے یا مقلّب القلوب ثبّت قلبی علیٰ دینک اے اللہ دلوں کے بدلنے والے مجھے اپنے دین پر ثباتِ قلب عطا فرما۔ (ترمذی الواب الدعوات)

(۲۰)۔ سلمان فارسیؓ اور حضرت ابو درداء مشہور عابد زاہد صحابی کے درمیان حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے مواخات قائم فرمائی تھی۔ (ترمذی جلد دوم الواب الزہد)

(۲۱)۔ جنگ بدر کے موقعہ پر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلّم مشورہ لے رہے تھے تو حضرت سعدؓ بن عبادہ انصاری نے یہ کہا تھا یارسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو ہم سمندر میں گھوڑے ڈال دیں۔

(مُسلم باب غزوۃ بدر)

(۲۲) دجّال کے متعلق سب سے زیادہ سوال مغیرہ بن شعبہ نے پوچھے تھے۔ (مسلم باب ذکر الدجّال)

(۲۳)۔ عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین کی کُنیت " ابو حباب " تھی۔

(مُسلم باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم من اذی المشرکین والمنافقین)۔

(۲۴)۔ سہیل بن بیضاء کا جنازہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھایا تھا۔

(طبقات کبیر جزء ثالث ص۳۰۲)

حضرت ابوعبیدۃ بن الجرّاح

رضی اللہ عنہ

یہ مقالہ مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر نائب وکیل التبشیر نے اجتماع مرکزیہ منعقدہ ۱۹۸۰ء میں پڑھا

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اثر و تربیت اور فیضِ محبّت سے جو ایک خدا رسیدہ تقویٰ شعار اور اطاعت گذار قدّوسیوں کی جماعت معرضِ وجود میں آئی اور افقِ عالم پر پورے آب وتاب کے ساتھ چمکی اور اصحابی کالنجوم کی مصداق بنکر بھُولی بھٹکی روحوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوئی۔ اس قدّوسی جماعت کا ایک گوہرِ نایاب و یکتائے روزگار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں جن کے درخشندہ و تاباں کارہائے نمایاں سے تاریخ اسلام کے اوراق آج بھی مزّین ہیں جنہیں ہم دُنیا کے سامنے فخر کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔

نام اور کُنیت

آپ کا نامِ نامی اسم گرامی عامر، کنیت ابوعبیدہ اور لقب امین الامّہ ہے۔ آپ نام کی بجائے کنیّت سے زیادہ مشہور ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الجامع الصحیح میں آپ کے مناقب و فضائل کا ذکر کنیت سے کیا ہے۔ الجراح آپ کے دادا کا نام اور عبداللہ آپ کے والد کا نام تھا۔

سِنِ ولادت

آپ کی ولادت ایک روایت کے مطابق مکّہ مکرّمہ میں ۵۸۴ء میں ہوئی۔ اس طرح آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عمر میں تیرہ [۱۳] سال چھوٹے تھے اور ہجرت ثانیہ کے وقت آپ کی عمر چالیس [۴۰] سال تھی۔ لیکن مورّخِ اسلام محمد بن اسحٰق (المتوفی [۱] ۱۵۲ھ) کی روایت کے مطابق آپ کی ولادت ہجرت سے ۴۳ سال قبل ہوئی۔

خاندان

آپ کا خاندان بنو عدی قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ قبیلہ ہے جس کی دو نامور شخصیتوں نے ظہور اسلام کے وقت اپنی ذاتی اور مخصوص استعدادوں کے باعث ممتاز تسلیم کی جاتی تھیں۔ میری مراد حضرت عمرؓ بن الخطّاب اور حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح سے ہے۔

تاریخ الخمیس کی روایت کے مطابق جن نو [۹] افراد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ و تلقین سے اسلام قبول کیا

تھا ان میں ابو عبیدہؓ بھی شامل ہیں۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ارقم میں قیام سے قبل کی بات ہے۔ گویا آپ دعوتِ اسلام کے آغاز میں ہی دولتِ ایمان سے مشرف ہو کر السابقون الاوّلون کے زمرہ میں شمار ہوئے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں جب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے مابین مواخاۃ کا سلسلہ جاری فرمایا تو آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت طلحہؓ انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔
(باب مسلم کتاب الفضائل باب مواخاۃ النبیؐ)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے جنت کی بشارت دی جو آئندہ "عشرہ مبشّرہ" کے نام سے کہلائے۔ آپ کو ان بدری صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہے جن کے بارہ میں اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ أو فقد غفرت لکم کا فرمانِ خداوندی بزبانِ نبویؐ صادر ہوا۔

دَورِ جاہلیّت

اسلامی تہذیب و معاشرہ سے قبل کا دَور زمانہ جاہلیّت کا دَور کہلاتا ہے۔ قرآن شریف نے اس دَورِ جاہلیّت کا ذکر چار مقامات پر کیا ہے:۔

(۱)۔ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ط (آل عمران)

(۲)۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ط وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ہ (المائدہ آیت ۵۱)

(۳)۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى۔ (الاحزاب ۳۵)

(۴)۔ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ (الفتح ۲۷)

اس دَور کے ساکنانِ جزیرۃ العرب شراب نوشی کے اس قدر عادی اور رسیا تھے کہ بادہ نوشی عرب تہذیب اور معاشرہ کا ایک نمایاں وصف بن چکا تھا۔

جب ہجرت کے ساتویں سال شراب کی ممانعت کا حکم صادر ہوا تو حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ "میں طلحہؓ انصاری۔ ابو عبیدہؓ اور اُبیؓ بن کعب رضوان اللہ علیہم کو شراب پلا رہا تھا تو اتنے میں ایک شخص منادی کرتے ہوئے سنائی دیا کہ آج سے شراب حرام ہوگئی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو طلحہؓ نے کہا اے انس! اٹھو اور ان شراب کے مٹکوں کو توڑ دو" اس روایت سے ہم صحابہ کے صدق ایمان اور طاعت شعاری کے جذبہ کا صحیح صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ فرمانِ خداوندی سنتے ہی بلا ادنیٰ توقف ان خوگرانِ مے نے اپنے سارے جام وسبو توڑ ڈالے اور حضرت اقدس کے اس شعر کے مصداق بن گئے۔

ترکوا الغبوق وبدّلوا من ذوقہٖ ذوق الدعاء بلیلۃ الاحزان

ترجمہ:۔ صحابہ نے شام کی شراب ترک کردی اور اس کی لذّت کے بدلے انہوں نے غم کی راتوں میں دُعا کی لذت اختیار کی۔ حضرت ابوعبیدہؓ انہی وفا شعار صحابہ کے سرخیل تھے۔

جنگِ بدر کے موقع پر ان کے والد مشرکینِ مکّہ کی طرف سے لڑ رہے تھے اور وہ اس کوشش میں تھے کہ اپنے بیٹے ابوعبیدہؓ کا کام تمام کردیں۔ ابوعبیدہؓ بھی ان کی اس نیّت کو اچھی طرح بھانپ گئے تھے مگر احترامِ پدری پر اسلامی حمیّت اور ایمانی غیرت کا جذبہ غالب آگیا اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو اپنے باپ کے خون سے رنگین کیا۔ ایسے صحابہ کے بارہ میں اللہ جلّ شانہٗ کا یہ ارشاد نازل ہؤا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْعَشِیْرَتَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(المجادلہ آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ تو ایسی کوئی قوم نہ پائے گا جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر بھی ایمان لاتی ہو اور اللہ اور اُس کے رسول کی شدید مخالفت کرنے والے سے بھی محبّت رکھتی ہو خواہ ایسے لوگ اُن کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا اُن کے خاندان میں سے ہوں۔ یہی (مومن) ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کردیا ہے۔ ....

وہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں اور سُن رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہؤا کرتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے جو والہانہ عشق اور محبّت تھی۔ اس کی ایک مثال غزوہ اُحد کی ہے جبکہ صحابہ اپنی ہی غلطی کے باعث سراسیمہ ہوکر منتشر ہوگئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تن تنہا چند صحابہ کے ہمراہ دشمن کے نرغے میں آچکے تھے۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح اس وقت بھی ایک جانباز اور جری سپاہی کی طرح ثابت قدم رہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اکیلا پاکر مشرق کی جانب سے یطیر طیرانًا ایک پرندہ کی مانند فضا میں پرواز کرتا ہؤا تیزی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حفاظت کے لئے تیزی سے بھاگا اور کہا یاربّ تیری خیر ہو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص جو مجھ سے پہلے پہنچ چکے ہیں وہ حضرت

ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں۔ اس موقع پر ایک کافر کی تلوار کے وار سے خَود کے دو حلقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک میں دھنس گئے تھے۔ چنانچہ یہ حلقے آپ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچ نکالے جس کے نتیجہ میں آپ کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ان دو دانتوں کے ٹوٹنے سے آپ کا حسن پہلے سے بھی دوبالا ہوگیا۔ (طبقات ابن سعد)

احادیثِ نبویہؐ اور سیر و تواریخ کی کتب کے مطالعہ سے یہ بات اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ ابوعبیدہؓ کی شخصیت عظیم الشان مناقب کی حامل تھی۔ آپ نہایت زیرک۔ بالغ النظر اور صائب الرائے تھے۔ سپہ گری اور بہادری کے تمام اوصاف و کمال جو عرب میں لازمہ شرافت متصور ہوتے تھے آپ میں یہ اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ میں غیر معمولی طور پر قیادت اور تنظیمی صلاحیت کے اوصاف موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو پہلے عہد رسالت میں اور پھر عہد صدیقی اور عہدِ فاروقی میں اہم خدمات بجالانے کا شرف حاصل رہا۔ ہم آپ کو کبھی تو شام و اردن میں سپہ سالارِ اعظم کے منصب پر پاتے ہیں تو کبھی مربی و محصّل کی معیت ہیں یمن اور بحرین میں دیکھتے ہیں۔ جو بھی خدمت آپ کے سپرد ہوئی وہ آپ نے نہایت ہی تندہی۔ جانفشانی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دی۔ آپ ہی امین الامّہ کے لقب کے مستحق تھے۔ والیانِ نجران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئے کہ یارسول اللہ ہمارے ساتھ ایک ایسے امین شخص کو بھیج یُعلّمنا السنۃ والاسلام جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس درخواست کو شرفِ پذیرائی بخشتے ہوئے فرمایا " لا بعثن الیکم رجلاً امیناً حقّ امینٍ حق امینٍ حق امینٍ کہ میں ایسا آدمی بھجواؤنگا کہ جو امانت و دیانت کا پتلا ہوگا اور تین بار فرمایا وہ برحق امین ہوگا۔ برحق امین ہوگا۔ برحق امین ہوگا۔ یہ سن کر تمام صحابہ گوش بہ آواز تھے کہ وہ خوش قسمت وجود کون ہے؟ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے ابوعبیدہؓ کھڑے ہوجاؤ۔ پھر فرمانے لگے " لِکُلّ امّۃٍ امینٌ و امین ھذہ الامۃ ابوعبیدہ بن الجرّاح "۔ (بخاری۔ اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صہ ۸۵)

کہ ہر ایک امّت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امّت کا امین ابوعبیدہ بن الجرّاحؓ ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر صحابی میں کوئی نہ کوئی جزوی فضیلت تھی جو بلا شرکت غیرے اس کا ہی امتیاز تھا۔ اس کی مثالیں قرآن مجید اور احادیث میں بھی موجود ہیں۔ قرآن مجید ہی کئی ایک صحابہ کی ذات سے مخصوص واقعات کا ذکر آتا ہے۔ صرف زیدؓ بن حارثہ کا واقعہ آپ کے نام سے آیا ہے (فلمّا قضی زیدٌ منھا وَطَرًا) اور دوسروں کا نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ واقعہ غار کا ذکر بغیر نام کے آیا ہے لیکن وہاں آپ کو "صاحب" کے خطاب سے نوازا ہے۔ " اذ یقول لصاحبہ لَا تحزن انّ اللہ معنا " حالانکہ جسمانی مصاحبت دوسرے صحابہ کو بھی نصیب تھی۔ اسی طرح حدیث میں زبیر بن

العوّام کے بارہ میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارہ میں فرمایا "لکلّ نبیّ حواریٌّ وحواریّ الزبیر بن العوام کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ بن العوّام ہیں۔"

آپ ہمیشہ سادہ زندگی بسر کرتے اور تھوڑے پر قناعت کرتے۔ دنیا کی حرص و ہوس کو قریب پھٹکنے نہ دیا۔ دمشق فتح ہو چکا ہے۔ اس ملک کے زرخیز قطعات۔ عالیشان محلّات مال و دولت کی ریل پیل آپ کی زندگی کو متاثر نہ کر سکے گی۔ ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب شام تشریف لے جاتے ہیں تو آپ کے استقبال کے لئے اجناد کے رؤسا اور امراء کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ اس دوران میں حضرت ابو عبیدہؓ کو نہ پاکر فرمایا۔ أین اخی؟ میرے بھائی کہاں ہیں؟ حاضرین نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین آپ کی مراد کس سے ہے؟ فرمایا ابو عبیدہؓ سے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ اپنی ناقہ پر تشریف لا رہے ہیں۔ اور السلام علیکم کہہ کر آپ سے بغل گیر ہوتے ہیں اور احوال پرسی کے بعد آپ ان کی جائے قیام پر تشریف لے جاتے ہیں۔ تلوار اور ڈھال آپ کے گھر کا کل اثاثہ ہیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ جیسے انسان جو خود بھی سادگی اور سادہ زندگی گزارنے کے دلدادہ تھے کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ابو عبیدہؓ کو مخاطب فرمایا ابو عبیدہؓ اپنے آرام و آسائش کے لئے بھی کچھ نہ کچھ سامان چاہیئے تھا۔ جواباً فرمایا اے امیرالمومنین! بس ایک مجاہد اسلام کو یہی اثاثہ کافی ہے۔

آپ اپنے ماتحتوں کا ہمیشہ خیال رکھتے اور ان کے حقوق کی پوری نگہداشت فرماتے کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہ برتتے۔ ایک مرتبہ جب آپ ملک شام میں فوج کے سپہ سالارِ اعظم تھے۔ ایک شامی رئیس عمدہ پکوان پکوا کر آپ کے لئے لایا۔ آپ نے اس رئیس سے پوچھا کیا تم نے اس طرح کے کھانوں سے میری فوج کی بھی ضیافت کی ہے؟ بولے "نہیں" یہ سنکر آپ نے فرمایا۔ ابو عبیدہ بدترین شخص ہوگا کہ وہ اپنی ذات کو ان سرفروش۔ وفا شعار اور جان نثار مجاہدین پر ترجیح دے میں وہی کھاتا ہوں جو دوسرے کھاتے ہیں۔

آپ عبادت گذاری۔ خدا ترسی میں بھی اپنے ہم عصر صحابہؓ سے کسی صورت میں کم نہ تھے۔ سادگی کی مثال اوپر بیان ہو چکی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کسی کے مُنہ پر تعریف کرنا ممدوح کی گردن کاٹنے کے مترادف ہے۔ لیکن میں پھر بھی اپنے خیالات کے اظہار سے رُک نہیں سکتا۔ "اے ابو عبیدہؓ تمہارے سوا اس نے ہم میں سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ بدل دیا تھا۔" (فتوح الشام۔ اسد الغابہ)

ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے خادم کو کچھ درہم دینار دے کر حضرت ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ کی خدمت میں بھجوایا اور خادم کو تاکید کی کہ وہ دیکھے کہ ہر دو صاحبان اپنے اس عطیہ کو کس مصرف میں لاتے ہیں۔ خادم نے آکر بتایا کہ ابو عبیدہؓ نے تو سارا مال غرباء اور مستحقین میں تقسیم کر دیا اور اسی طرح حضرت معاذؓ نے بھی سوائے

چند درہم و دینار کے جو انہوں نے اپنی بیوی کے کہنے پر گھریلو ضروریات کے لئے رکھ لئے تھے۔ آپ نے سُن کر یہ فرمایا:۔

الحمد للہ الذی جعل فی الاسلام من یصنع ھٰذا

خدا کا شکر ہے کہ اسلام نے ایسے وجودوں کو بھی جنم دیا ہے جن کی نظروں میں یہ سیم و زر ہیچ ہیں ۔

روحانی خلافت کا نظام مومنوں کے لئے ایک انعام (قویٰ امانت) کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنا جانشین مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر ابو عبیدہؓ بن الجرّاح زندہ ہوتے تو مَیں اس امانت کے لئے ان کا نام تجویز کرتا اگر قیامت کے روز مجھ سے سوال ہوتا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو مَیں کہتا کہ اے میرے ربّ مَیں نے تیرے نبی کو یہ کہتے ہوئے سُنا تھا کہ ھُو امین ھٰذہ الامہ کہ ابو عبیدہؓ اس امت کے امین ہیں۔

آپ سے چند ایک احادیث بھی مروی ہیں۔ ان میں سے ایک مشہور حدیث دجّال کی بھی ہے کہ تمام انبیاء اپنی قوم کو دجّال سے ڈراتے آئے ہیں اور میں بھی تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ انّہ لم یکن نبیٌّ بعد نُوح الاّ وقد انذر قومہ الدجّال وانی اُنذرکموہ ...... الخ

حضرت عمر بن الخطّابؓ کو آپ بہت عزیز اور پیارے تھے۔ آپ ان کے لئے صرف دست راست تھے۔ بلکہ معتمد تھے۔ ایک مرتبہ جب حجاز میں زبردست قحط پڑا تو حضرت عمرؓ جو امّت کے لئے دردمند دل رکھنے والے تھے خورد و نوش کی بنیادی ضروریات سے بھی دست کش ہوگئے۔ دودھ اور روغن تو اس زمانہ سے اپنے پر حرام کر لیا جب آپ نے گورنروں کو لکھا کہ حتّی المقدور حجاز والوں کی مدد کریں۔ حضرت ابن عمرؓ نے یاد دلایا کہ شاید آپ ابو عبیدہؓ کو لکھنا بھول گئے ہیں۔ فرمایا مَیں بھولا نہیں۔ مَیں نے سوچا کہ انہیں خود احساس ہوگا۔ اس لئے انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کچھ روز کے بعد چار ہزار اونٹ غلّے سے لدے ہوئے ملک شام سے آگئے۔ جو ابو عبیدہ بن الجراح نے بھجوائے۔ یہ تھی حضرت عمرؓ کی فراست اور یہ تھی ابو عبیدہ کی وفا شعاری جس کی مثال تاریخ عالم میں بہت کم ملے گی۔

آپ ۱۸ھ میں جب بیمار ہوئے تو حضرت معاذ بن جبلؓ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ ولادت کی تاریخوں میں جو اختلاف ہے اس کی رُو سے ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر ۵۷ برس بنتی ہے تو دوسری روایت کے مطابق ۴۱ سال بنتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو خدمات باغِ اسلام کی آبیاری اور اس کی اشاعت کے لئے بجا لائے ہیں اس کی نظیر دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔ کیا ہم صحابہؓ کا مقام حاصل کر سکتے ہیں؟ کیوں نہیں جبکہ خداوند کے پاک کلام میں وآخرین منھم لما یلحقوا بھم آیا ہے جس کے بارہ میں نہ صرف تمام مفسرین نے بلکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گروہ سے مسیح موعود اور مہدی معہود کا گروہ مراد لیا ہے۔ جن کے اخلاق

عادات صدق اور اخلاص صحابہ کی طرح ہوگا۔ جس کی آمد کو اپنی آمد قرار دیا ہے اور فرمایا کانّنا واحدٌ (قسطلانی) فقہاء اور محدثین نے صحابہ کی تعریف یہ کی ہے کہ جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ہم مجلس اور ہم شریک ہو۔ اور حالت ایمان پر قائم رہا ہو۔ ہم عبداللہ بن ابی بن سلول کو صحابی نہیں کہہ سکتے وہ ظاہراً تو اپنے آپ کو اسلام کا شیدائی کہتا تھا لیکن دل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ درحقیقت صحابیت اس محبت اور اخلاص کے تعلق پر مبنی ہے جو کوئی رسولؐ کا ساتھ رکھتا ہے اور اسی وجہ سے جن لوگوں نے اس قسم کا اخلاص اپنے اندر پیدا کر لیا ہے وہ باوجودیکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کے بہت بعد پیدا ہوئے انہوں نے وہی مقام حاصل کر لیا جو صحابہ کو حاصل تھا۔ جیسا کہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ساری بخاری رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سبقاً سبقاً پڑھی۔ اس طرح اور امّت میں بہت سے اولیاء گذرے ہیں جنہیں کشف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ سے باتیں کرنے کا موقع ملا اور پھر ان کے دلوں میں اخلاص اور تقویٰ بھی تھا۔ ایسے لوگ یقیناً صحابی تھے۔ یہی حالت اگر ہم میں پیدا ہو جائے تو ہم یقیناً آج بھی صحابہ کے مقام کو حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

مبارک وہ جو ایمان لایا ۔۔۔ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین۔

اجتماع نمبر

(۱)۔ انشاء اللہ ماہِ اکتوبر کے شمارہ میں سالانہ مرکزی اجتماع ۱۹۸۰ء کے موقعہ پر پڑھے جانے والے بقیہ مقالہ جات ایک نمبر کی صورت میں پیش کئے جائیں گے۔ یہ نمبر اسّی صفحات پر مشتمل ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اس لئے ماہ ستمبر کا شمارہ شائع نہیں ہو سکے گا۔ انشاء اللہ اکتوبر کے اوائل میں یہ شمارہ ہمارے قارئین تک پہنچ جائے گا۔ وما توفیقی الّا باللہ۔

(۲) اللہ کا نام لے کر رسالہ کی کتابت و بینڈ ایک (آفسٹ) پر شروع کر دی ہے۔ اس طرح رسالہ کی اشاعت بھی زیادہ بہتر ہو سکے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ تبدیلی ہمارے لئے اور قارئین کرام کیلئے مبارک کرے۔ اس صورت میں خرچ تو کچھ زیادہ ہوگا۔ کام اسی کا ہے اُمید ہے وہ آسمانی آقا بہتر سامان پیدا کرے گا۔

(ادارہ)

انصار اللہ کی ذمہ داریاں

—— یہ مقالہ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی قائد عمومی نے اجتماع مرکزیہ منعقدہ ۱۹۸۰ء میں پڑھا ——

یا ایّھا الّذین اٰمنوا کونوا انصار اللّٰہ کما قال عیسی ابن مریم للحوارییّن مَنْ انصاری الی اللّٰہِ ۔ قال الحواریّون نحن انصار اللّٰہ ۔

(سورۃ الصف ۱۵ : ۶۱)

سورہ الصف کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ارشاد فرمایا ہے کُونُوا انصارَ اللّٰہِ تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ خدا کے قریب لے جانے والے کاموں میں میرا کون مددگار ہے تو وہ بولے کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

ماموریں اور مرسلین کی طرف سے مومنوں کو اللہ کے دین کا مددگار بننے کی دعوت کا ملنا اور انہیں انصار اللہ کے مبارک لقب سے نوازا جانا مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان ہے اور مومنوں کے لئے موجب رحمت اور برکت۔

ماموریں من اللہ کی طرف سے اللہ کے دین کی مدد کے لئے بلانے کی حقیقت کو حضرت اقدس نے اپنی تقریر فرمودہ ۱۸ر جنوری ۱۹۰۳ء میں اس طرح بیان فرمایا ہے :۔

"اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دے۔ مگر پھر بھی ایک وقت اُن پر آتا ہے کہ وہ مَن انصاری الی اللّٰہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ نہیں مَن انصاری الی اللّٰہ کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے۔ وہ دُنیا کو رعایت اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دُعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل ایمان۔ اس کے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ انا لننصُرُ رُسلنا والّذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی مدد دے سکتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان ہے نعم المولیٰ و نعم الوکیل و نعم النصیر۔ دُنیا اور دُنیا کی مددیں ان لوگوں کے سامنے کالمیّت ہوتی ہیں اور مُردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں لیکن

دُنیا کو دُعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں۔ وہ حقیقت میں اپنے کاروبار کا متولّی خدا تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں اور یہ بات بالکل سچ ہے وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْن۔ اللہ تعالیٰ ان کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں۔ ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے۔ اسی لئے کہ وہ وقت نصرتِ الٰہی کا تھا۔ اس کو تلاش کرتے تھے کہ وہ کس کے شامل حال ہوتی ہے۔

یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے۔ دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا بلکہ من انصاری الی اللہ کہہ کر وہ اس نصرت الٰہیہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرطِ شوق سے بے قراروں کی طرح اس کی تلاش میں ہوتا ہے۔ نادان اور کوتاہ اندیش لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے۔ بھلا اس طرح پر اس شان میں وہ کسی دل کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے۔ ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے۔ پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سِر اور راز یہی ہے جو قیامت تک اسی طرح رہے گا۔"

(ملفوظات روحانی خزائن ۲ جلد نہم صـ۱۳ ۔ ۱۴)

خدا تعالیٰ کے مرسلین جب من انصاری الی اللہ کی آواز دیتے ہیں تو وہ خوش قسمت کہ ازل سے سعادت جن کو عطا ہو چکی ہوتی ہے نحن انصار اللہ۔ نحن انصار اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے سچی وفاداری اور کامل صدق و صفا کے ساتھ اپنا تن۔ من دھن غرضیکہ سب کچھ خدا کے فرستادہ کے قدموں میں لا نچھاور کرتے ہیں ـــــ خدا اور اس کے رسول کی محبّت انہیں اپنے نفسوں، یہاں تک کہ اپنے بیوی بچوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور اس راہ میں انہیں اگر اپنی جان بھی دینی پڑے تو اپنے مقتل کی طرف جاتے ہوئے ان کے قدموں میں ذرا بھر بھی لغزش نہیں آتی۔

اس زمانے میں سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کے روحانی فرزند حضرت امام آخر الزمان مسیح موعودؑ نے دُنیا میں من انصاری الی اللہ کی آواز دی تو آپ کی آواز نے صورِ اسرافیل بن کر خوابیدہ روحوں کو بیدار کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے کونے کونے سے نحن انصار اللہ، نحن انصار اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اخلاص و محبت اور یقینِ کامل سے پُر نحن انصار اللہ کی ان آوازوں میں سے ایک وہ بھی تھی جو کابل کی سرزمین سے بلند ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کا نعرہ نحن انصار اللہ خالی دعویٰ ہی نہیں تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر غیر متزلزل ایمان مستحکم یقین اور کامل وفاداری اور سچے خلوص اور حقیقی عشق و وفا کا ایک ایسا شاندار مظاہرہ تھا جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کے

اخلاص اور ان کی قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار دشتِ پُرخار و بَلاکشِ صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخِ عجم ایں بیاباں کردطے از یک قدم

ترجمہ:- کوچہ یار میں لاکھوں کوس تک کانٹوں کے جنگل میں اور ان میں لاکھوں بلائیں موجود ہیں۔ اس شیخ عجم کی شوخی دیکھ کہ اس نے اس بیاباں کو ایک ہی قدم میں طے کر لیا۔

انبیاء کی آواز پر لبیک کہنے والے ایسے ہی پاک نفوس کو انصار اللہ کا لقب عطا کیا گیا ہے اور اسی مبارک لقب کے ساتھ نسبت اور تعلق کے اظہار کے لئے جماعت احمدیہ میں چالیس سال اور اس سے اوپر عمر کے افراد کو انصار اللہ کا نام دیا گیا ہے۔

مجلس انصار اللہ کی رکنیّت کا چالیس سال کی عمر سے شروع ہونا اپنی ذات میں انصار اللہ کے ممتاز مقام اور ان کی اہم ذمہ داریوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہ وہ عمر ہے جس میں انسان روحانی بلوغت کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالے اپنے مامورین اور مرسلین کو اسی عمر میں بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی پر مامور فرمایا ہے۔ سورہ احقاف میں فرماتا ہے :-

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً

(سورہ احقاف - ۱۶ : ۴۶)

پس مجلس انصار اللہ کے کسی رکن کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آنا چاہیئے کہ جو کام کرنا تھا کر چکے اور اب انصار اللہ کا رکن بننے کے بعد آرام کا وقت ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کی زندگی میں اہم ترین ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا زمانہ تو مجلس انصار اللہ کا رکن بننے سے ہی شروع ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی آیت یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ (الانشقاق ۷:۸۴) یعنی اے انسان تو اپنے رب کی طرف پورا زور لگا کر جانے والا ہے اور پھر اس سے ملنے والا ہے۔ اس کی تشریح بیان کرتے ہوئے حضرت فضل عمرؓ فرماتے ہیں۔

"میں نے اپنی جماعت میں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو اس غرض کے لئے قائم کیا ہے کہ وہ محنت کریں اور مشقت طلب کاموں کی اپنے اندر عادت پیدا کریں۔ جب تک انسان اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے نہیں بچاتا اسے خدا نہیں مل سکتا۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ جماعت میں مشقت طلب کاموں کی عادت پیدا ہو۔ اور ہر فرد کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے۔ پس یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ

انک کادح الی ربک کدحا فملٰقیہ میں بتایا گیا ہے کہ جب تک ہر انسان اپنے آپ کو کام کرتے کرتے فنا نہیں کر دیتا اس وقت تک قومی طور پر خدا نظر نہیں آ سکتا۔ انفرادی طور پر بے شک کدح کے بعد انسان کو لقاء الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر قومی طور پر اسی وقت لقاء الٰہی کی نعمت حاصل ہوتی ہے جب قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم نصف اول صفحہ ۳۳۷-۳۳۶)

انصار اللہ کے پیشِ نظر ایک یہ امر بھی ہمیشہ رہنا چاہیئے کہ ان کی ذمہ داریوں کا احساس اُن کے ذہنوں سے کبھی فراموش نہ ہونے پائے۔

ہمارے مطاع سید الاتقیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حال ہے کہ سورہ ہود میں یہ ارشاد نازل ہوتا ہے۔

فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْر۔ (سورہ ہود - ۱۱۳ : ۱۲)

یعنی اے محمدؐ آپ پر صرف اپنی ذمہ داری ہی نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کو سیدھی راہ پر قائم رکھنے کی ذمہ داری بھی ہے جنہوں نے آپ کے ساتھ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سچا رجوع اختیار کیا ہے۔

اس ارشاد ربّانی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی جانے والی ذمہ داری کے احساس سے آنحضورؐ کا یہ حال ہوتا ہے کہ فرماتے ہیں۔

الھود و اخوا تُھَا شَیَّبَتْنِی قبل الشیب (ابن مردویہ بحوالہ درمنثور)

یعنی سورہ ہود اور اس جیسی دوسری صورتوں نے تو مجھے قبل از وقت بوڑھا کر دیا ہے۔

انصار اللہ کی ایک اور بڑی ذمہ داری جو انصار اللہ کے عہد کا اہم حصہ ہے۔ وہ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کا عہد ہے۔

سورۃ نور کی آیت استخلاف میں خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسولَ لعلّکم ترحمون

(سورہ نور - ۵۷ : ۲۴)

یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔

اس میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ درحقیقت صحیح معنوں میں اقامتِ الصلوٰۃ اور ایتاء الزکوٰۃ اور اطاعتِ رسول ہو ہی نہیں سکتی جب تک خلافت نہ ہو۔

حضرت فضل عمرؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

"پس درحقیقت اقامتہ الصلوٰۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی فرق ہے کہ صحابہ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِکمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی انہیں کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے۔ روزے بھی رکھیں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعتِ رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعتِ رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔ تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔ ساری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو آج اُٹھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اُسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہؓ اطاعت کیا کرتے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۳۶۹، ۳۷۰)

آخر میں ایک اور اہم ذمہ داری جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں، یہ کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو بھی تحریکات جاری ہوں ان کو بروئے کار لانے کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق تدبیر اور دُعا کے ذریعہ پوری کوشش کرنا انصار اللہ کی ذمہ داری ہے۔

اس وقت غلبۂ اسلام کی مہم کو کامیابی کی طرف لے جانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو تحریکات جاری فرمائی ہیں ان سب پر پوری طرح کاربند ہونا اور دوسروں کو کاربند کرنا انصار اللہ کی ایک اہم ترین ذمہ داری ہے۔ ان تحریکات میں سے ایک نہایت بابرکت تحریک تعلیم القرآن کی ہے۔ چنانچہ حضور نے اپنے خطبہ ۴ر شہادت ۱۳۴۸ہش میں انصار اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :-

" انصار اللہ کو آج مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلہ میں آپ پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک ذمہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کے لئے اور ایک ذمہ داری ان لوگوں کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عائد ہوتی ہے کہ جن کے لئے آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق راعی بنائے گئے ہیں۔ آپ ان دو ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جلد تر ان کی طرف متوجہ ہوں۔ ہر رکن انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کے بیوی اور بچے یا اور ایسے احمدی کہ جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے قرآن کریم پڑھتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ر ماہِ شہادت ۱۳۴۸ہش مطبوعہ ماہنامہ انصار اللہ جون ۱۹۶۹ء)

حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تعلیم القرآن کی تحریک کے متعلق اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ر اگست ۱۹۶۶ء میں الٰہی بشارات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (اپنے ایک کشف کے ذکر کے بعد)

" قرآن کریم کی کامیاب اشاعت اور اسلام کے غلبہ کے متعلق قرآن کریم میں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی اور ارشادات میں اور حضرت اقدس کے الہامات میں جو خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی ہیں ان کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اس کے لئے میں پھر اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر واجب ہے کہ ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت، ہر احمدی بچہ، ہر احمدی جوان، اور

ہر احمدی بوڑھا پہلے اپنے دل کو نور قرآن سے منوّر کرے۔ قرآن سیکھے۔ قرآن پڑھے اور قرآن کے معارف سے اپنا سینہ و دل بھرلے اور معمور کرلے۔ ایک نور مجسم بن جائے۔ قرآن کریم میں ایسا محو ہو جائے۔ قرآن کریم میں ایسا گم ہو جائے قرآن کریم میں ایسا فنا ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اس وجود میں قرآن کریم کا ہی نور نظر آئے اور پھر ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے تمام دُنیا کے سینوں کو انوار قرآنی سے منوّر کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔ اے خدا تو اپنے فضل سے ایسا ہی کر کہ تیرے فضل کے بغیر ایسا ممکن نہیں۔

اے زمین و آسمان کے نور تو ایسے حالات پیدا کردے کہ دُنیا کا مشرق بھی اور دُنیا کا مغرب بھی۔ دُنیا کا جنوب بھی اور دُنیا کا شمال بھی نُور قرآن سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائیں " آمین۔

حضرت اقدس اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدّم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدّم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچّی محبّت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ"۔

(کشتی نوح)

حضرت مُصلح موعود

(سلیم شاہجہانپوری صاحب)

وہ مسیحا کا فرزندِ اکبر
وہ فہیم و ذکی وہ دلاور

عِلم و دانش میں ماہِ منوّر
فہمِ قرآن میں مہر انور

وہ خلوص و محبّت کا پیکر
ضو فشاں مثلِ خورشید خاور

عظمت و شان میں کوہ پیکر
خادمِ دینِ حق فضلِ داور

وہ حلیم و کریم و توانگر
گمرہانِ طریقت کا رہبر

مستِ صہبائے عشقِ پیغمبر
خدمتِ دینِ حق میں مخمر

کاسر کبر فغفور قیصر
بُت شکن مثلِ فرزندِ آذر

نام جس کا ہے محمود احمد
اور عمل جس کا تقویٰ سراسر

کامیابی تھی اُس کا مقدر
اُس کے دشمن ہوئے سب محقّر

کلمۃ اللہ بھی ہے نام اس کا
اُس کے اوصاف دفتر کے دفتر

تین کو چار اُس نے کیا ہے
یہ کرامت بھی ہے فضلِ داور

ہے "دوشنبہ مبارک دوشنبہ"
قدرتِ حق تعالیٰ کا مظہر

نُور ہے نُور فرزندِ عالی — از رضائے الٰہی مفخّر
عطرِ خوشنودی و دلبری سے — کر دیا حق نے اُس کو معطّر
رُوحِ حق ڈالی اُس میں خدا نے — سایۂ حق رہا اُس کے سر پر
برکتیں اُس سے پائیں گی قومیں — ہے یہ قولِ خداوند اکبر
وہ ترقی کرے گا بسُرعت — اور اسیروں کا ہو گا وہ یاور
رستگاری اسیروں کو دے گا — لائے گا قید سے اُن کو باہر
نام پائے گا سارے جہاں میں — پھیل جائے گی شہرت بھی گھر گھر

عہد میں اپنے بے مثل تھا وہ
کوئی ہمسر نہ اُس کے برابر

تھیں زمانے کی اُس پر نگاہیں — وہ زمانہ کی نظروں کا محور
تھا وہ غواصِ دریائے حکمت — اور محیطِ عمل کا شناور
زہد و تقویٰ میں عبدِ مکرّم — زینت و شانِ محراب و منبر
اُس کا دشمن بنا اک زمانہ — بے رُخی کا چلا ایک چکّر
تُند کتنی تھی بادِ مخالف — آندھیوں کے چلے کتنے جھکّڑ
لیکن اِن آندھیوں کے مقابل — تھا وہ مثلِ درختِ تناور
اُس نے پروا نہ کی دشمنوں کی — اُس کو حق الیقین تھا یکسر

فضلِ حق سے رہا کامران وہ
رہ گئے اُس کے دشمن بھی ششدر

مدح میں اُس کی رطب اللساں ہے — اُس کا خادم سلیم سخنور

قطعاتِ سلیم

درِ حبیب پہ مَیں بار پا نہیں سکتا
خطا کچھ ایسی ہوئی ہے کہ مجھ پہ قدغن ہے
تصوّرات پہ پہرے بیٹھا سکا ہے کوئی ؟
اِسی خیال سے دل کا چراغ روشن ہے

وہ ہے طالب خلوصِ نیّت کا
تو عبث انتظار کرتا ہے
دونوں جانب ریاء کے یہ اشجار؟
وہ کبھی اس راہ سے گذرتا ہے

یہ مصائب کی گھٹائیں یہ جفا کے بادل
پھول برساتے ہیں من پہ یہ گلشن بن کر
جب صعوبات کی بھٹی میں تپاتے ہیں لسے
زرِ اخلاص چمک اُٹھتا ہے کُندن بن کر

درس حدیث : مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی بر موقع سالانہ اجتماع مرکزیہ ۱۹۸۰ء

برکات درود

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ مَن صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صلی اللّٰہ علیہ عشراً۔

یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ یعنی بندہ جب اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی اور حضور کے مقاصد عظیمہ کی تکمیل کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ایسے شخص کی جملہ کوتاہیاں معاف فرما دیتا ہے۔ اس کی کمزوریوں کو دور فرما دیتا ہے۔ اسے ہر شر اور ہر نقصان اور حرمان سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا مرتبہ بلند فرماتا ہے۔ اسے اپنے قرب سے نوازتا ہے اور جملہ مقاصد حسنہ میں اُسے کامیابی اور فلاح عطا فرماتا ہے۔ اس کے ماضی کی تمام غلطیاں معاف فرما کر اس کے بُرے اثرات سے بچا لیتا ہے۔ اور اس کا ماضی حال اور مستقبل برکتوں سے بھر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں دس سے مراد محض عدد کا اظہار نہیں بلکہ دس کا لفظ تکرار اور کثرت اور خوشنودی کے اظہار کے لئے ہے۔ حضرت اقدس جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی عاشق تھے اور جنہوں نے اپنے وجود میں درود کی برکات کا خود تجربہ فرمایا آپ فرماتے ہیں :-

اگر خواہی کہ حق گوید ثنائت　　　بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

یعنی اگر چاہتے ہو کہ تم خدا تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ اور خدا تم سے پیار کرنے لگے۔ تو اس کا طریق یہ ہے کہ سچے دل سے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مدح خوان بن جاؤ۔ جب تمہاری رگ رگ میں محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت رچی بسی ہوگی اور زبان پر درود کا ورد ہوگا تو تم الٰہی برکتوں کی نزول گاہ بن جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں کہ کس طرح درود شریف کی برکات سے میرا وجود جگمگا اٹھا۔ حضور علیہ السلام کو الہام ہؤا صل علی محمد و آل محمد سیّد وُلد آدم و خاتم النبیین

اس الہام کا ترجمہ اور تشریح حضور نے یوں بیان فرمائی ہے :-

" درود بھیج محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر۔ جو سردار ہے آدم کے تمام بیٹوں کا۔ اور جو خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب و تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے

سبحان اللہ اس سرورِ کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کسی قسم کا قرب ہے کہ اس کا مُحِبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دُنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یارِ دلبرم مہر و ماہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب واں کجا باغے کہ دارد بہارِ دلبرم

اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمّد کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ الہام ہُوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص مُحیٖ کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیٖ کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا ھٰذا رجلٌ یُحبّ رسول اللہ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔ (براہین احمدیہ ص۵۰۲ ص۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ)

یہ حدیث کہ من صلّی علیّ واحدۃً صلی اللہ علیہ عشرًا قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے کہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشرُ امثالھا۔ یعنی جو شخص نیک کام کرے گا اسے اسی کے مطابق اور اسی کے ہمرنگ دس گنا اجر ملے گا۔ پس جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے برکت طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ وہی برکت خود اس شخص کو بھی بڑھ چڑھ کر عطا فرمائے گا۔

صحیح مسلم کی حدیث کے بعد اب ایک حدیث جامع ترمذی کی پیش کرتا ہوں۔

عن ابن مسعودٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولی الناس اِلیّ یوم القیامۃ اکثرھُمْ علیّ صلوۃً۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تمام لوگوں میں سے میرے ساتھ زیادہ قرب رکھنے والا وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے سے انسان کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص روحانی مناسبت پیدا ہوجاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں درود بھیجنے والا انسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہوجاتا ہے اور آپ کی تاثیرات مقدسہ سے حصّہ پاتا ہے۔

اس سلسلہ میں حضورؐ کے عاشق صادق حضرت اقدس ایک روحانی نکتہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"انسان میں توحید قبول کرنے کی استعداد اس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضرب توجہ لگا کر اس آگ کو باہر نکالتا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہوسکے۔ توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے۔ خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے۔"

یہ روحانی نکتہ بیان کرنے کے بعد حضور فرماتے ہیں :۔

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق تھا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے وابتغوا الیه الوسیلة۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نُور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھذا بما صلّیتَ علی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۲۸)

اَب ایک تیسری حدیث سنیئے جو اپنے اندر دوسرا مضمون لئے ہوئے ہے یعنی پہلی دونوں حدیثیں تو اس طرف راہنمائی کرتی ہیں کہ اگر نُور چاہتے ہو تو درود کے راستے سے نور السمٰوٰت والارض کے دربار میں آؤ۔ اور یہ حدیث ہمیں متنبہ کرتی ہے کہ سے "یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد" سے بچ کر رہو ایسا نہ ہو ذرا سی کوتاہی تمہیں جنت سے دور لے جائے۔ چنانچہ ابن ماجہ کی وہ حدیث یہ ہے :۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسی الصلوٰۃ علیّ خطیٔ طریق الجنۃ۔

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے مجھ پر درود بھیجنے میں کوتاہی کی یوں سمجھو وہ جنت کے راستہ سے بھٹک گیا۔

میرے عزیزو۔ میرے بھائیو۔ میرے بزرگو۔ آیئے ہم سب اپنے دل کی گہرائیوں سے۔ اور پوری طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں محو ہو کر، مکمل فدائیت کے ساتھ درود شریف پڑھیں تاکہ ہم کبھی جنت کی راہ سے بھٹکنے نہ پائیں۔ اور ہر لحظہ خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رحمت کے سایہ تلے ہماری زندگی بسر ہو۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم ... وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

(ایڈیٹر)

بہشت بی بی صاحبہ کا خواب

بہشت بی بی کا خاوند کسی رہڑے پر مزدوری کرتا ہے۔ یہ عورت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسم بامسمّٰی ہے۔ اس نے اپنے بڑے بھائی محمد اسماعیل کے بعد قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے زمانہ میں بیعت کی۔ صدر لجنہ فیکٹری ایریا نے مجھے اس نیک دل عورت کی خواب سنائی، تو میں نے اپنی بچی کے ذریعہ اس عورت کو بلوا بھیجا تا اس کی زبانی حالات سُن کر اپنے قارئین تک پہنچاؤں۔ کتنے ایمان افروز واقعات اس بہن کے ہیں۔

بہشت بی بی نے بتلایا کہ ہمارا گھرانہ "منوریاں" تحصیل چونیاں میں رہتا تھا۔ میرے بھائی محمد اسماعیل احمدیت میں داخل ہوئے۔ پھر میرے والد نے بھی بیعت کر لی۔ وہ گتکا کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ کچھ دیر بعد وہ سارے ربوہ آ گئے۔ اور میں اکیلی احمدی رہ گئی۔ ارد گرد کے سات دیہات میں کوئی احمدی گھرانہ نہ تھا۔ جب میرے احمدی ہونے کا چرچا ہوا تو مجھے سمجھانے کے لئے علماء کو بلایا جاتا۔ میں ان سے سوال جواب کرتی۔ یہ تبلیغی گفتگو اتنی پُرلطف ہوتی کہ بسا اوقات خود اُن کے آدمی محسوس کرتے کہ میری بات کا جواب اُن سے نہیں بن سکا۔ بہشت بی بی نے بتلایا کہ ۱۹۷۴ء میں ہمارا بائیکاٹ کیا گیا۔ کنوئیں سے پانی بھرنے سے منع کر دیا۔ میں آدھی رات کو اٹھتی اور خدا سے یہ دعا کر کے کہ الٰہی تیری حفاظت کی طالب ہوں پانی بھر لاتی۔ صبح ہمارے گھڑے پانی کے بھرے دیکھتے تو پوچھتے پانی کہاں سے آیا۔ میں جواب دیتی فرشتے پانی دے گئے۔ ایک روز انہوں نے درختوں کی شاخیں میرے گھر کے ارد گرد لگا دیں کہ آگ لگا دو اس کے گھر کو۔ میں نے کہا یہ آگ نہیں لگے گی۔ اللہ بجھا دے گا۔ میرے دل میں اطمینان تھا اور میرے دل کی ٹھنڈک اُن کی دشمنی کی آگ کو بجھاتی رہی۔

ایک عورت کی یہ استقامت۔ میں نے پوچھا بہن کچھ پڑھا لکھا بھی ہے۔ کہنے لگی قرآن پڑھا ہے۔ تفسیر کبیر پڑھتی ہوں۔ اب لکھنا بھی سیکھ رہی ہوں۔ اور پھر مجھے رمضان کی فضیلت پر تیس دنوں کی فضیلت نظم کی صورت میں سنا دی۔ بہشت بی بی نے کہا بھائی میں پانچ نمازیں باقاعدگی سے پڑھتی ہوں۔ تہجد بھی پڑھتی ہوں۔ صلوٰۃ تسبیح بھی پڑھتی ہوں۔

اس کی وصیت کا واقعہ بہت دلچسپ ہے۔ اور وہی میں آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس نے بتلایا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ اللہ کی جنت بہت وسیع ہے اور خوبصورت ہے جگ مگ جگ مگ کر رہی ہے۔ اس کے مکانوں میں تازہ سفیدی کی گئی ہے۔ پرندے اس کے سبز رنگ کے ہیں۔ مجھے بتلایا گیا کہ اس مکان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ کا خاندان۔ آپ کے فرزند جلیل امام جماعت احمدیہ اور ہر دو کے جانشین ہیں۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر ادھر جانا چاہتی ہوں کہ مجھے روکتے ہیں۔ حضرت اماں جان نے مجھے اس وقت کہا وصیت کر دو ورنہ تمہیں جانے نہ دیں گے۔ اور حضرت اماں جان نے مجھ سے معانقہ بھی کیا۔ میں نے اُن سے کافی دیر تک گفتگو کی۔ انہوں نے خواب میں مجھے ایک جوڑا دیا جس کا رنگ ابھی تک مجھے یاد ہے۔ سفید رنگ

کی جرابیں دیں اور بادامی رنگ کا جوتا اور کہا جاؤ جاکر غسل کرو اور پھر تمہیں جانے دیں گے۔ اور خواب میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت امّاں جان اس کمرہ کے لئے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قیام فرماہیں چار گلدستے تیار فرما رہی ہیں۔

بہشت بی بی نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ پچھلے رمضان میں مَیں بیمار پڑ گئی۔ مجھے ہیضہ ہوگیا۔ اس کے بعد اتنی کمزوری ہوگئی کہ میری زندگی سے سب مایوس ہوگئے۔ کوئی چھ ماہ ہوئے مَیں نے خواب میں دیکھا۔ مَیں مر گئی ہوں۔ مجھے غسل دے کر کفن دیا گیا۔ اور مَیں چارپائی پر پڑی ہوں۔ میں سب کچھ سُنتی ہوں لیکن بول نہیں سکتی۔ مجھے قبر میں دفن کرنا چاہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت امّاں جان کو دیکھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ یہ عورت نیک ہے۔ کسی کی چغلی نہیں کھاتی چنانچہ انہوں نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا اور لوگوں کی طرف وہ کاغذ پھینکا۔ جواب ملا کہ اس کی وصیّت نہیں ہے۔ اس پر حضرت امّاں جان جیب سے ایک سو روپیہ نکال کر میرا زرِ وصیّت ادا کر دیا اور ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ کو اس درخواست کے ساتھ لگا کر کہا لو بیٹا! یہ پڑھو۔ ہمارے موجودہ امام کہتے ہیں۔ اماں جان آپ کا لکھا ہؤا انکار نہیں جا سکتا۔ چنانچہ خواب میں مجھے اٹھا کر بہشتی مقبرے لے گئے۔

مَیں نے اپنی خواب گھر والوں کو سنائی اور کہا مجھے وصیّت کرنے کا حکم ہؤا ہے۔ اور دوسری تیسری دفعہ میری وصیّت منظور ہو جائے گی۔ پہلے ایک دفعہ کاغذ واپس ہوں گے۔ میرا ایک بھتیجہ مربّی بھی ہے۔ جس کا نام حبیب احمد ہے۔ مَیں نے اسے کہا یہ میری خواب ہے۔ میرے فارم پُر کرو۔ میرا حق مہر بتیس ۳۲ روپے تھا۔ زیور بیچ کر مَیں نے سلائی کی مشین لے لی ہے۔ اور میری کوئی جائداد اور آمد نہیں۔ مَیں نے صدر لجنہ سے تصدیق کروا کر صدر محلہ کے ذریعہ فارم وصیت پُر کر دیا ہے۔ اور مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ جب تک وصیّت نہ کرو گی اسی طرح چارپائی پر جکڑی رہو گی۔ بہشت بی بی نے بتلایا کہ وہ دن ہے اور آج کا دن۔ میری بیماری یوں غائب ہوئی کہ مَیں اب کوئی دوا بھی نہیں لیتی۔ ایک دو بار میرے فارم واپس ہوئے اور بالآخر میری وصیّت کی منظوری کی مجھے زبانی اطلاع مل گئی ہے۔ میرے بھائی نے کہا کچھ حصّہ وصیّت کا میں ادا کر دونگا۔ مجھے خواب میں ہی یہ بتلایا کہ جتنا کوئی حصّہ وصیّت کا ادا کرے گا۔ اتنا اُسے ثواب ملے گا۔

نہایت سادہ۔ نیک دل عورت۔ صدر لجنہ نے مجھے بتلایا کہ ہر کام میں حصّہ لیتی ہے۔ کبھی کسی چندہ کا انکار نہیں کیا۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں اس مزدور کی بیوی نے پچاس روپے کا وعدہ کیا۔

اس عورت کی زبانی حالات سُننے تو احساس ہؤا یہ ہے ایمان العجائز۔ جتنا پڑھا سُنا۔ اُس پر جم گئے۔ اور یہ ہی اُس ارشاد رسول کے مصداق کہ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور پھر اس پر جم جاؤ۔ اور ان کو کسی دلیل کی کیا ضرورت کہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کہ تمہارے نفسوں میں میری ہستی کی دلیل ہے کیوں بصیرت حاصل نہیں کرتے۔ کتنی خوش قسمت ہے یہ عورت جس نے خواب میں سرور کونینؐ کو دیکھا۔ خدا کی جنّت کو دیکھا۔ اہل بیت کو دیکھا۔

~~~

یہ رتبہ بلند ہے جس کو مل گیا
~~~

ٹھیک فرمایا اللہ تعالیٰ نے والّذین جاھدو فینا لنھدینّھم سُبلنا۔ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم خود ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السّلام نے ایک بار باری تعالیٰ سے عرض کی آین ابغیکَ یا ربّ اے اللہ میں تجھے کہاں تلاش کروں۔ جواب ملا انیّ ببیت لسعی میں گھر میں تو سما نہیں سکتا۔ مجھے ڈھونڈنا ہے تو کسی نیک دل پرہیزگار پاکدامن کے دل میں ڈھونڈ کہ خدا کی تجلی گاہ وہ دل ہوتا ہے جو اس کا متلاشی ہوتا ہے۔

مجلس شوریٰ انصاراللہ مرکزیہ

(از قائد صاحب عمومی۔ مجلس مرکزیہ)

مجلس انصاراللہ کا مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۳۰، ۳۱ ر اخاء / اکتوبر، یکم نبوت نومبر ۱۳۶۰ ہش / ۱۹۸۱ء کو مرکز میں منعقد ہوگا۔

سالانہ اجتماع کے موقع پر مجلس انصاراللہ کی "مجلس شوریٰ" بھی منعقد ہوتی ہے۔ مجلس شوریٰ سے متعلق دستور اساسی کی دفعات ۲۹، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۴۶ اور ۴۷ روشنی ڈالتی ہیں۔ تمام ناظمین، زعماء اعلیٰ اور زعماء مجالس سے درخواست ہے کہ دستور اساسی کی مندرجہ بالا دفعات کی روشنی میں لائحہ عمل اختیار کر کے اپنے فرائض کی بروقت ادائیگی فرمادیں اور

۱۔ مجلس شوریٰ انصاراللہ کے لئے اپنی تجاویز مقامی مجلس عاملہ کی منظوری کے ساتھ ۲۰ ر تبوک / ستمبر ۱۳۶۰ ہش / ۱۹۸۱ء سے قبل دفتر مرکزیہ کو بھجوا دیں۔

۲۔ شوریٰ انصاراللہ کے لئے اپنی مجلس کے نمائندگان (ہر بیس ۲۰ یا اس سے کم انصار پر ایک نمائندہ) منتخب کر کے ان کے نام ۱۰ ر اخاء / اکتوبر تک بہرحال دفتر مرکزیہ میں پہنچ جانے چاہئیں۔

قبولِ احمدیّت

چوہدری محمد یعقوب صاحب سکنہ چک چھٹہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

مرتب کردہ :۔ مکرم ملک لطیف احمد سرور صاحب ناظم انصار اللہ ضلع شیخوپورہ

مکرم محمد یعقوب صاحب چھٹہ کا بیان ہے کہ ۱۹۷۶ء کے شروع میں مکرم چوہدری سراج الدین احمد صاحب ظفر کے ہمراہ ربوہ گیا۔ حضرت سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک چہرہ دیکھتے ہی میں نے حق کو قبول کر لیا۔ لیکن گھر واپس آتے ہی مخالفت کا طوفان شروع ہو گیا۔ ۱۹۷۶ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی تیاری کی تو بیوی نے کہا۔ واپس جلدی آنا اور میری نعش چھت سے اُتار لینا۔ یہ سُن کر میں پریشان ہو گیا۔ دوستوں کے مشورہ کے ساتھ میں جلسہ سالانہ میں شرکت سے محروم ہو گیا۔ اس کے بعد میری بیوی نے دو خوابیں بھی دیکھیں مگر اُس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ احمدیت کی مخالفت کرتی رہی۔

فروری ۱۹۷۸ء میں رات کے تین بجے ہوں گے کہ میں نے اپنی بیوی کی چیخوں کی آواز سُنی جیسے کوئی ان کو بڑی شدت سے مار رہا ہو۔ اور وہ اپنی مدد کے لئے پکار رہی ہے۔ میری بیوی نے اسی حالت میں یہ آواز سُنی۔ "تم نیک انسان کی کیوں مخالفت کرتی ہو"۔ میں نے یہ شور سُن کر اپنے کمرے سے اپنی بیوی مقبول نامی کو آواز دی "مقبول کیا بات ہے"۔ اس کے بعد بالکل خاموشی طاری ہو گئی۔ اور اس کے بعد انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے کھانا دینا شروع کر دیا جو کہ پہلے بند تھا لیکن کوئی اور بات چیت نہیں ہوئی۔ تیسرے دن میں نے ہی بات کی اور پوچھا کہ مقبول پرسوں رات کیا بات ہوئی تھی تو اس نے اپنے بازو سے کپڑا ہٹا کر دکھایا کہ خواب میں مجھے کسی نے مارا ہے۔ اور اس کی مار سے میرے دائیں بازو پر لکیر کی شکل میں نیل پڑا ہوا ہے اور مارنے والا یہ کہتا جا رہا تھا کہ تم نیک انسان کی کیوں مخالفت کرتی ہو۔ تو میں نے اس کو جواب دیا کہ میں تو یہ کرتی ہوں اور اب مخالفت نہیں کروں گی۔

میری بیوی نے کہا کہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے رات کے وقت میرے کمرے میں آ کر مارنا شروع کیا مگر جب آپ نے مجھے آواز دی کہ مقبول کیا بات ہے تو مجھے جاگ آ گئی میں نے دیکھا کہ دروازے اندر کی طرف سے سب بند ہیں۔ باہر سے کوئی نہیں آ سکتا یہ غائبانہ معاملہ ہے۔

اسی روز میں نے مکرم سراج الدین صاحب ظفر احمدی سے مذکورہ خواب کا ذکر کر کے کہا کہ آپ ہمارے گاؤں میں آئیں اور آ کر سارا دن ہمارے ہاں رہیں۔ چنانچہ حسبِ وعدہ سراج الدین ظفر صاحب ہمارے ہاں آئے۔ سارا دن رہے۔ شام کے وقت جب وہ چلنے لگے تو میں نے کہا کہ ابھی نہیں جانا۔ انہوں نے کہا کہ میرے بیٹھنے کی بھی کوئی غرض ہونی چاہیئے۔ انہوں نے اپنے سائیکل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اگر یہ پنکچر ہو جائے تو پنکچر لگوا کر چلنے کے قابل ہو جاتا ہے لیکن

جب انسان کی ہوا خارج ہوتی ہے تو پنکچر نہیں لگتا۔ لہذا نیکی میں دیر نہیں ہونی چاہیئے۔ ابھی میری بیعت کے لئے لکھیں۔ اس تحریک پر سارے خاندان نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں مرکز کی طرف سے مکرم محترم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری چک چٹھہ گئے اور انہوں نے بہن مقبول بی بی کی زبانی سب واقعہ خود سُنا۔

(۲)

ماسٹر محمد لطیف صاحب ٹیچر سکنہ ۵۸ گ ب

۱۹۵۵ء میں انہوں نے رویاء میں دیکھا کہ ایک جلوس ہے۔ اس میں ایک بزرگ جا رہے ہیں۔ میں بھی ایک کونے میں کھڑا ہوں۔ وہ بزرگ میری طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ آپ کونے میں کیوں کھڑے ہیں۔

۱۹۷۰ء کے بعد حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے ربوہ آئے تو حضور پُر نور کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی کہنے لگے کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو کہ میں نے ۱۹۵۵ء میں خواب میں دیکھے تھے۔

ایک طالب علم مسمّی سعید بلال صاحب آف ملتان کے قبول احمدیت کا واقعہ

(مکرم برکت اللہ صاحب محمود مربی سلسلہ نے یہ واقعہ مرکزی اجتماع مجلس انصار اللہ میں سُنایا)

ملتان شہر کے ایک مشہور دینی مدرسہ کی آخری کلاس کے کچھ طلباء عرصہ ایک سال سے میرے زیر تبلیغ ہیں ان میں تقریباً دس طلباء ربوہ آ کر حضور ایدہ اللہ کی ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔

ماہ اپریل ۱۹۸۰ء میں ان طلباء کا ایک گروپ ربوہ آیا۔ ان کے ساتھ ایک نوجوان وکیل بھی تھے جو خدا اور مذہب کی افادیت کے قائل نہ تھے۔

رات دارالضیافت میں قیام تھا کھانے سے فارغ ہو کر کمرہ میں سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ وکیل صاحب نے طلباء سے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دیا جائے یہ گفتگو رات کے ساڑھے نو بجے شروع ہوئی مجھے ثالث بنا لیا گیا۔ تقریباً ۲½ بجے رات تک یہ گفتگو جاری رہی۔ مولوی صاحبان منطق اور فلسفہ کی کتابوں کے حوالے پیش کرتے رہے۔ مگر وکیل صاحب پر ان کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ مولوی صاحبان میں سے ایک شیعہ فاضل بھی تھے انہوں نے کہا کہ وکیل صاحب کے دلائل کا مجھ پر بھی اثر ہو گیا ہے۔ اور مجھے بھی خدا کے وجود کے بارے میں شک پیدا ہو گیا ہے۔ اس پر میں نے جو اُن کے اعتراضات کے جواب دیئے اور ثبوت کے طور پر حضرت اقدس کی پیشگوئیاں اور آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا

حُسن سلوک بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ دعویٰ کہ " خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا " برحق ثابت ہوا ۔ اس کی کئی مثالیں پیش کیں تو وکیل صاحب نے کہا کہ ان دلائل کی موجودگی میں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہوگیا ہوں ۔

ان طلباء میں سے ایک نوجوان سعید بلال صاحب بھی تھے ۔ جس کی خواہش تھی کہ وہ اپنے چاروں ساتھیوں سمیت بیعت کرے مگر اُن کے دوست احمدیت کی صداقت کے تو قائل ہوگئے مگر بیعت کے لئے تیار نہ ہوئے ۔

چنانچہ یہ لوگ دوسرے دن رات کو گیارہ بجے ملتان کے لئے روانہ ہوگئے ۔ لاری میں بیٹھے بیٹھے سعید بلال صاحب کو نیند آگئی ۔ خواب میں ہی ان کی حضور ایدہ اللہ سے ملاقات ہوگئی ۔ حضور نے بڑے جلال سے فرمایا " سعید تم بیعت کے بغیر واپس جا رہے ہو "۔

چنانچہ فیصل آباد کے اڈے پر پہنچ کر سعید بلال صاحب نے اپنے دوستوں کو یہ خواب سُنائی اور کہا کہ مَیں ابھی ربوہ واپس جا کر بیعت کرونگا ۔ چنانچہ وہ اسی رات ۴ بجے صبح واپس آگیا اور بیعت کرلی ۔ بعد میں مدرسہ کی انتظامیہ نے جو اس کے ساتھ سلوک کیا اس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے ۔

ادھر وکیل صاحب نے رات کو خواب دیکھا کہ کوئی شخص انہیں کہہ رہا ہے کہ " تفسیر کبیر " کا مطالعہ کرو ۔ صبح اُٹھ کر انہوں نے مجھے اپنا خواب سُنایا اور بتایا کہ زندگی میں پہلی مرتبہ انہوں نے کوئی خواب دیکھا ہے ۔ یہ وکیل صاحب بھی سلسلہ کا لٹریچر پڑھ رہے ہیں ۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی صداقت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یارب العٰلمین ۔

بیان مکرم محمد رمضان صاحب ولد مہر الدین صاحب مرحوم نیو راحت علی جیولرز سکنہ شیخوپورہ شہر

الراقم : مکرم سیّد احمد علی صاحب قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ ۔

(۱) ۱۹۷۴ء میں جماعت پر تشدد کے واقعات دیکھ کر مَیں بڑا مضطرب ہوا ۔ میں تنہائی میں دُعاؤں میں لگ گیا ۔ میرے حقیقی چچا کے پاس ہماری ۲۰/۲۰ ہزار روپیہ کی دو کمیٹیاں تھیں ۔ انہوں نے پیغام بھجوایا کہ چونکہ تم احمدیوں کی حمایت کرتے ہو یہ کمیٹیاں تم کو نہ مل سکیں گی ۔ اسی روز کمیٹی نکل رہی تھی ۔ مجھے یہ آواز غیب سے آئی کہ " پانچ منٹ کے اندر اندر وہاں پہنچ جاؤ تمہاری کمیٹی نکل چکی ہے " ۔ مَیں نے اپنے بھائی غلام احمد کو آواز دی کہ تم فوراً کمیٹی لینے پہنچ جاؤ ۔ اور جب وہ پہنچا تو وہ لوگ کمیٹی گم کر رہے تھے ۔ مگر بھائی کے پہنچنے پر کمیٹی کی پرچی غائب نہ کر سکے اور ہمیں بیس ہزار کی کمیٹی مل گئی اور غیبی ندا والی بات پوری ہوگئی ۔

(۲) مَیں نے دُعا مانگی کہ یا اللہ مسلمانوں کے سب فرقے ۱۴ ستمبر ۱۹۷۴ء کو شیخوپورہ میں اکٹھے نماز میں جمع ہو کر ایک

ہو گئے ہیں۔ اب حدیث میں " اِلّا مِلّۃ واحدۃ " کیسے پورا ہو گا۔ تب قرآن کریم کی طرف میری توجہ مبذول ہوئی تو قرآن کریم کھولتے ہی یہ آیت مع ترجمہ میرے سامنے آئی (تحسبھم جمیعًا وقلوبھم شتّٰی) میں نے مترجم قرآن میں دیکھا کہ لکھا تھا " اے مخاطب کیا یہ متحد ہیں ؟ نہیں دل اُن کے علیحٰدہ علیحٰدہ ہیں"۔ اس سے مجھے اطمینان ہو گیا۔

(۳)۔ اس قسم کی بہت سی باتوں کی وجہ سے ہم نے مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ کو گھر میں بلا کر اُن سے جماعت احمدیہ کے حالات معلوم کئے۔ لٹریچر لیا اور مَیں نے اور میرے بھائی غلام نبی صاحب (نیو راحت علی جیولرز شیخوپورہ) نے اکٹھے خارم پُر کر کے بیعت کر لی۔ جس روز عصر کے وقت ہم نے بیعت کی اسی دن نماز عشاء کے بعد مجھے درود شریف پڑھتے ہوئے خیال آیا کہ حضرت اقدس تو موجود نہیں ہیں۔ اب مربی صاحبان سے ہی مسئلے پوچھنا پڑیں گے۔ تو اسی وقت میری آنکھوں کے سامنے ایک شکل متواتر ایک تسبیح درود شریف پڑھنے تک نظر آتی رہی۔ جس کی طرف میرا دل کھنچا جا رہا تھا۔ اور مَیں گھبرا رہا تھا کہ مَیں تو احمدی ہو چکا ہوں اور مَیں ان کے قدموں پر مَروں گا۔ مگر معلوم نہیں یہ بزرگ کون ہیں جو مجھے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ میں درود شریف بند کر کے سونے کے لئے لیٹ گیا اور یہ کشفی حالت جاتی رہی۔ تقریباً ایک ہفتہ کے بعد ربوہ آ کر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور اسی روز ایک احمدی ملک لطیف احمد صاحب سردارا کی ہمشیرہ کے گھر مَیں نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تصویر دیکھی تو وہی کشف والی تصویر تھی۔ جس سے مَیں مطمئن ہو گیا۔

(۴)۔ اگلے روز تہجد کے بعد دُعا کرتے ہوئے میرا جسم خوب ہی ہلایا گیا اور آواز آئی کہ "ساڑھے تین ماہ کے اندر اندر تیرا خاندان احمدی ہو جائے گا خوش ہو جا"۔ اسی حالت میں میری ہنسی نکل گئی مگر اپنے فوت شدہ والد صاحب کی وجہ سے غمزدہ ہو کر ان کے لئے دُعا شروع کی تو جواب ملا کہ "ہم نے تیرے باپ کو جنت میں داخل کر دیا ہے کیونکہ وہ آدھے احمدی تھے۔ اور جس پر مجھے ہنسی آئی اور کشفی طور پر یہ بتایا گیا کہ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے احمدیوں کی مخالفت سے لوگوں کو اور مجھے بھی یہ کہہ کر منع کیا تھا کہ مرزا صاحب نے دین کی بہت بڑی خدمت کی ہے ان کے خلاف کچھ کہنا ٹھیک نہیں۔ میری یہ حالت دیکھ کر مجھ سے والدہ صاحبہ نے پوچھا جو قریب کے کمرہ میں تہجد پڑھ رہی تھیں کہ کیا وجہ ہے کہ تم کبھی ہنستے ہو اور کبھی روتے ہو۔ مَیں نے ساری بات ان کو بتائی تو انہوں نے کہا اگر یہ خدا کی بات ہے تو پوری ہو گئی چنانچہ اس کے بعد آہستہ آہستہ گھر کے سب افراد (۵۰/۵۲ کس) سوائے والدہ اور ایک بھائی کے احمدی ہو گئے۔ ہم والدہ کے لئے دُعا اور کوشش کرتے رہے۔

(۵)۔ یہاں تک کہ والدہ بیعت کے لئے آمادہ ہو گئیں اور پھر خود ہی اس کی وجہ یہ بتائی کہ متواتر تین دن تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہماری کوٹھی میں تشریف لا کر صرف گھر کے احمدیوں سے ملتے اور پیار کی باتیں کرتے رہے۔ تیسرے

دن مَیں نے حضورؐ سے عرض کیا "یارسول اللہ۔ یہ لوگ تو کافر ہو گئے ہیں۔ آپ ان سے ملتے ہیں؟ تو حضورؐ مسکرائے اور آسمان سے سورۃ فاتحہ چاند کی طرح چمکتی ہوئی اترتی دکھائی دی اور مَیں ساتھ کے ساتھ فاتحہ شریف کے الفاظ پڑھتی گئی یہاں تک کہ "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" پر آواز آئی کہ :-

"مائی تیرے بیٹے صراط مستقیم پر۔ غم نہ کھا۔"

اور اسی قسم کے بعض اور نشان اور خوابوں کو دیکھ کر وہ بھی جماعت میں شامل ہوگئیں اور وصیت بھی کر دی ہے۔ اور والدہ صاحبہ کے بعد واقعی ساڑھے تین ماہ کے اندر اندر ہمارے خاندان کے سارے افراد جماعت میں شامل ہوگئے جن میں سے چھ۶ اَب موصی ہیں فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

(۶)۔ میرے بھائی غلام احمد صاحب کی بیعت کا واقعہ بھی عجیب نشان ہے وہ کسی خاص کام کے لئے راولپنڈی کار میں جا رہے تھے اور مجھے اپنی دوکان میں زور سے یہ تحریک ہوئی کہ "دعا کرلو وقت تھوڑا ہے کہ ایکسیڈنٹ سے تمہارا بھائی محفوظ رہے اور آتے ہی وہ بیعت بھی کرلے۔ کیونکہ ۳½ ماہ پورے ہونے میں دو دن باقی ہیں۔" چنانچہ مَیں نے دوکان میں ہی نمازِ ظہر پڑھی اور اس میں دُعا کی۔ مگر دل مطمئن نہ ہُوا۔ تو پھر بار بار تحریک دُعا ہونے پر مَیں نے اوّل وقت پر نماز عصر ادا کی اور اس کے پہلے سجدہ میں نہایت سوز سے دُعا کی تو دل خوش ہوگیا اور غم جاتا رہا۔ اور پھر خیال تک نہ آیا۔

(۷) ادھر عین اُسی وقت میرے بھائی غلام احمد صاحب کو جو اسلام آباد جاتے ہوئے کار میں سفر کر رہے تھے غنودگی میں حضرت نور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خوش و خرّم مسکراتے ہوئے نظر آئے اور فرمایا کہ "جتّاں پجناں ایں پیچ لو آخیر تساں ساڈے کوں آونا ایں"۔ اور آنکھ کھل گئی اور ایکسیڈنٹ ہونے والا ہے کا خیال دل میں آیا کہ وہ نہ ہو جاوے۔ "مَیں بیعت کر کے ہی گھر جاؤں گا"۔ اس کے معاً بعد ایکسیڈنٹ ہوگیا مگر وہ بال بال اس سے محفوظ رہے اور اگلے دن شیخوپورہ مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب کے پاس کچہری میں جاکر بیعت کی اور پھر گھر میں واپس آئے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

"مَیں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس قادر خدا کے وعدے سچے ہیں اور مَیں آنے والے دنوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آچکے ہیں۔"

(کشتی نوح)

محترم نائب صدر صاحب کے کامیاب دورہ امریکہ کی ایک رپورٹ

ڈیٹن شہر کے میئر نے مکرّم چوہدری حمید اللہ صاحب کو شہر کی چابی پیش کی

ڈیٹن (اوہایو سٹیٹ) مورخہ ۷ وفا / جولائی ۱۳۶۰ھش / ۱۹۸۱ء۔ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب احمدیہ مسلم مشنری (یو۔ ایس۔ اے) نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں محترم نائب صدر مجلس مرکزیہ کے دورہ امریکہ کی رپورٹ ارسال کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے بعد خاکسار کے ساتھ ۲۹ / جون کو ڈیٹن تشریف لائے ۔ ۳۰ / جون کو مقامی جماعت کی طرف سے آپ کے اعزاز میں عشائیہ ترتیب دیا گیا جس میں ارد گرد کی جماعتوں کے نمائندگان بھی شریک ہوئے۔ مکرم نائب صدر صاحب اس تقریب پر انصار اللہ کی تنظیم اور ذمہ داریوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تربیتی پہلو پر خاص طور پر زور دیا۔ اس موقع پر تعمیر گیسٹ ہاؤس کی مد میں دس لوکل ممبران نے ایک ایک صد ڈالر کا وعدہ پیش کیا۔

اگلے روز صبح خاکسار کے ہمراہ مکرم چوہدری صاحب نے ڈیٹن شہر کے آنریبل میئر مکھی کے صاحب سے ملاقات کی۔ آنریبل میئر صاحب جماعت احمدیہ کے بہت مدّاح ہیں اور شہر کی طرف سے جماعت کے اہم مرکزی عہدیداران اور خاص طور پر سیدنا حضرت اقدس اور حضور کے خاندان کے افراد سے اپنی عقیدت کا اظہار عیسائی ہونے کے باوجود اکثر کرتے رہتے ہیں۔ اس ملاقات کے موقع پر جناب میئر صاحب نے مکرّم چوہدری صاحب کو شہر کی چابی پیش کی۔ الحمد للہ ، اس موقع پر بھی میئر صاحب موصوف نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت کا اظہار کیا۔ جماعت کی امن پسند پالیسی کی تعریف کی۔

اگلے دن چوہدری صاحب موصوف پر سنیٹ لائیس گئے۔ شام کو مقامی جماعت کا جلسہ ہوا جس میں انصار کی مجلس کو باقاعدہ منظم کیا گیا۔ یہاں بھی آٹھ دس دوستوں نے وعدہ جات پیش کئے ۳ / جولائی کو کار سے شکاگو کے علاقہ ریکس ریجن کی طرف روانہ ہوئے۔ جمعہ کی نماز تک شکاگو ریسین ۔ ملوائی اور سٹریم وڈ کی جماعتیں واکیگین میں خاصی تعداد میں جمع ہو گئی تھیں ۔ انصار کے علاوہ دوسرے دوست اور احمدی بہنیں بھی چالیس پچاس کی تعداد میں بڑے شوق و اخلاص سے جمع تھیں ۔ دو گھنٹے اجلاس ہوا۔ مکرم نائب صدر صاحب نے انصار اللہ کی تنظیم کی وضاحت کی اور دینی و تربیتی پہلو نمایاں کئے انصار کی تجنید مکمل کرائی ۔ برادرم مظفر احمد صاحب اور برادرم رشید احمد صاحب بالترتیب ڈیٹرائٹ اور لیکس ریجن کے زعیم اعلیٰ نامزد ہوئے ۔ اس ریجن کی اب صرف ڈیٹرائیٹ ہی ایسی جگہ رہ گئی ہے جہاں کی تنظیم قائم کرنا باقی

ہے۔ خدا کے فضل سے وہاں فعال اور مخلص افرادِ جماعت موجود ہیں ان کی تنجنید مکمّل کر کے جلد بھجوا سکوں گا۔

انصار اللہ کو منظم کرنے کی امریکہ میں حقیقتاً بہت ہی ضرورت تھی۔ مرکز نے بروقت اس طرف توجہ دی اور اس اہم اور نازک کام کے لئے نہایت ہی موزوں اور سرکردہ مرکزی نمائندہ بھجوایا جنہوں نے اپنی ASSIGNMENT کو نہایت ہی عمدہ، پروقار اور اخلاص سے نبھایا۔ اُن کی تقاریر پُراثر اور معلوماتی ہوتی ہیں۔ جس سے حاضرین بہت متاثر ہوتے۔ خاکسار تین جولائی کی شام واپس ڈیٹن آگیا اور پروگرام کے مطابق چوہدری صاحب کو یہاں سے کیلگری روانہ ہونا تھا۔

(مرسلہ:- قیادت عمومی — مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

"واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پُورا پُورا عمل نہ ہو۔"

(کشتی نوح ص۷)

"سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی اور تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔"

(کشتی نوح ص۱۱)

سہ ماہی دوم میں سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس انصاراللہ

مندرجہ ذیل مجالس اپنے بجٹ سہ ماہی دوم میں سو فیصد ادا کر چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے زعماء صاحبان اور اراکین کو بہترین جزا سے نوازے۔ آمین۔

ضلع جھنگ :- ٹھٹھہ سندرانہ۔ رجوعہ۔

ضلع فیصل آباد :- چک ۲۹۷ ج۔ب۔ جڑانوالہ۔ ۱۰۷ ر۔ب غربی۔ ۳۱۲ ج ب کتھووالی۔ ۲۱۹ ر ب گنڈا سنگھ والا
۶۲ گ ب شرقی۔ ۴۴۸ گ ب کوٹ غلام محمد۔ ۴۰ گ ب۔ ۱۹۵ ر ب جنڈانوالہ۔

ضلع سرگودھا :- گھوگھیاٹ۔ چک ۸۶ جنوبی۔ ۷۹ شمالی۔ ساہیوال۔ میانی۔ ۱۰۴ جنوبی۔ اعوان آباد۔

ضلع بہاولپور :- چک ۸۴ A F نہر فتح۔ ۲۳ DNB۔

ضلع بہاولنگر :- فورٹ عباس، چک ۵۶ R-4۔ ۱۸۴ R-7۔ ۱۴۱ مراد۔ ۲۰۱ مراد۔

ضلع رحیم یارخان :- منڈی صادق آباد۔ ۲۱۳ P۔ ۳۲ NP شرقی۔

ضلع سیالکوٹ :- بن باجوہ، بھڑتھانوالہ۔ بھروکے کلاں۔ پیرو چک۔ پسرو۔ گوجرہ۔ تلونڈی بھنڈراں۔ جاکے ڈھینڈسہ۔
چہور۔ رائے پور۔ ساہو والہ۔ ساہووال۔ شاہزادہ۔ فتوکے۔ قادر آباد۔ کنجروڑ۔ کوٹ سردار خان۔ بلیانوالہ۔ مراڑہ۔ ظفروال

ضلع گوجرانوالہ :- بھڑی شاہ رحمان۔ لویری والا۔

ضلع لاہور :- دارالذکر۔

ضلع شیخوپورہ :- آنبہ توریہ۔ چک ۴ R.B/ ساہووالہ۔ ۴۳/۱۰ اخورد۔ ۱۶ جبہ۔ ڈیرہ داد پوترے۔ شہر کے فتح کلاس میانہ ٹھٹھہ۔

ضلع گجرات :- گھٹیر۔ گلانوالہ۔ مکیانہ۔

ضلع جہلم :- بھوچھال کلاں، چکوال، کنڈے۔ ضلع اٹک :- کوٹ فتح خان۔

ضلع پشاور :- چارسدہ۔ ضلع ملتان :- چاہ بھاگووال۔ خانیوال۔ سرائے سدھو۔

ضلع ساہیوال :- چک ۳۰/۱۱-L۔ دیپالپور۔ صدر گوگیرہ۔ ۱۳۷/۱۲-L گجراں والا۔

ضلع مظفرگڑھ :- چک ۱۰۶/M.L۔ ۲۲۶/T-DA۔ ضلع حیدرآباد :- مبارک آباد۔ گوٹھ نذیر احمد۔

ضلع نواب شاہ :- بھریا روڈ۔

ضلع تھرپارکر :- چک ۲۶۹ ڈگری۔ نورنگر۔ ضلع لاڑکانہ :- نصیر آباد۔

(قائد مال :- مجلس انصاراللہ ربوہ)

صدر و نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا انتخاب

امسال مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر انشاءاللہ صدر مجلس و نائب صدر صف دوم کا انتخاب بھی ہو گا ۔ یہ انتخاب تین سال کیلئے ہوتا ہے ۔ تمام زعماء مجالس ۔ زعماء اعلیٰ و ناظمین اضلاع و نگران حلقہ جات کی خدمت میں گذارش ہے کہ انتخاب صدر و نائب صدر صف دوم سے متعلق دستور اساسی کی مندرجہ ذیل دفعات ۸۴ ، ۹۰ ، ۹۱ ، ۹۲ ، ۱۰۶ (الف) ، ۱۰۹ (ب) کا مطالعہ فرمائیں اور ان کے مطابق کاروائی فرمائیں ۔ زعماء کی راہنمائی کے لئے نائب صدر صف دوم سے متعلق سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

”انصاراللہ میں صدر مجلس انصاراللہ کے ساتھ ایک نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ ہو گا جسکی عمر ۴۰ سال سے ۴۷ سال کے درمیان ہونی چاہئے (اور اس انتخاب) میں حصہ لینے والے وہ انصار ہونگے جن کی عمر چالیس سے پچپن سال کے درمیان ہے“۔

ان ہر دو عہدوں کیلئے از راہ کرم اپنی مجلس کی طرف سے حسب قواعد الگ الگ نام تجویز کر کے ۲۰ تبوک ۱۳۶۰ ہش/ستمبر ۱۹۸۱ء سے قبل دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں ۔ شکریہ

قائد عمومی
مجلس انصاراللہ مرکزیہ

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا